یادگارِ ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام

تحریر: جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی حفظہ اللہ لاہور

﴿فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يَا بُنَيَّ إِنِّي أَرَىٰ فِي الْمَنَامِ أَنِّي أَذْبَحُكَ فَانظُرْ مَاذَا تَرَىٰ قَالَ يَا أَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ سَتَجِدُنِي إِن شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِينَ. فَلَمَّا أَسْلَمَا وَتَلَّهُ لِلْجَبِينِ وَنَادَيْنَاهُ أَن يَا إِبْرَاهِيمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّؤْيَا إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ. إِنَّ هَٰذَا لَهُوَ الْبَلَاءُ الْمُبِينُ. وَفَدَيْنَاهُ بِذِبْحٍ عَظِيمٍ. وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ. سَلَامٌ عَلَىٰ إِبْرَاهِيمَ.﴾ [الصافات:۱۰۲ تا ۱۰۹]

"جب وہ لڑکا (حضرت اسماعیلؑ) اپنے باپ (حضرت ابراہیمؑ) کے ساتھ چلنے پھرنے لگا (حضرت ابراہیمؑ) نے کہا اے فرزند عزیز! میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ گویا تجھے اللہ کے نام پر ذبح کر رہا ہوں۔ پھر تیرے خیال میں یہ کیسی بات ہے؟ اُس (اسماعیلؑ) نے جواب دیا اے باپ! یہ تو گویا اللہ کی مرضی اور اُس کے حکم کا ارشاد ہے۔ پس جو اُس کا حکم ہے اُس کو بلا تامل انجام دیجئے۔ اگر اللہ کی مرضی ہوئی تو آپ دیکھ لیں گے کہ میں صبر کرنے والوں میں سے ہوں گا۔ پھر جب (حضرت ابراہیمؑ اور حضرت اسماعیلؑ) دونوں (اللہ کے آگے) جھک گئے اور حضرت ابراہیمؑ نے حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کیلئے ماتھے کے بل گرادیا تو ہم نے پکارا کہ اے ابراہیمؑ! بس کرو تم نے اپنے خواب کو سچا کر دیا ہے۔ ہم ایسا ہی نیک بندوں کو ان کے ایثار نفس اور فدویت نفس وجان کا بدلہ دیا کرتے ہیں۔ بے شک یہ ایک نہایت کھلی ہوئی ظاہری آزمائش تھی اور ذبح (حضرت اسماعیلؑ) کے فدیے میں ہم نے ایک بہت بڑی قربانی (یعنی سنت ابراہیمیؑ کی یادگار میں تاقیامت رہنے والی قربانی) دی اور تمام آنے والی امتوں میں اس واقعہ عظیم کے ذکر کو قائم کر دیا۔ پس سلام ہو راہ الٰہی میں اپنی قربانی کرنے والے حضرت ابراہیمؑ (خلیل اللہ) پر۔"

عیدالاضحیٰ یا عید قربان ہر سال آتی ہے اور اس موقع پر روئے زمین کے مسلمان لاتعداد جانوروں کو ذبح کرتے اور بے شمار روپیہ خرچ کرتے ہیں۔ اگر اس خون کو جمع کرنے کی کوئی شکل پیدا ہو جائے جو عیدالاضحیٰ کی مقدس تقریب پر بہایا جاتا ہے تو یہ خون دجلہ وفرات کی صورت اختیار کر لے۔ اگر اس گوشت کو اکٹھا کیا جائے جو عید کے دن ان جانوروں سے نکلتا ہے تو بلند و بالا پہاڑ کھڑے ہو جائیں۔ اگر ذبح ہونے والے جانوروں کی کھالوں کو جمع کر کے اوپر نیچے رکھ دیا جائے تو زمین وآسمان کے درمیان کے وسیع خلاء کا بہت بڑا حصہ پر ہو جائے۔

اگران ہڈیوں کو چن لینے کے سامان فراہم ہو جائیں تو کئی طویل وعریض مینار تعمیر ہو جائیں، اور اگر وہ روپے یکجا کر لئے جائیں جو اس موقع پر خرچ کئے جاتے ہیں تو کئی بڑے بڑے ڈھیر لگ جائیں۔

معلوم ہے قربانی کا یہ اہتمام کیوں کیا جاتا ہے؟ اور اہراق دم (خون بہانے) کا یہ التزام کس بنا پر ہے؟ جانوروں کے ذبح کرنے کا کیا پس منظر ہے؟ اور اس میں کیا اسباب و وجوہ پنہاں ہیں؟

یہ سنت ابراہیمی ہے۔ یہ حضرت ابراہیم خلیل اللہؑ کے عظیم الشان واقعہ کی لازوال یادگار ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے محض اللہ کے ارشاد پر اپنے لخت جگر کی گردن پر چھری رکھ دی تھی اور صرف اللہ کی خوشنودی و رضامندی کیلئے اپنے پیارے اور اکلوتے بیٹے کو ذبح کرنے کیلئے ماتھے کے بل لٹا دیا تھا۔

اس واقعہ سے مسلمانوں کا تعلق اس درجہ جذباتی اور اس قدر مضبوط و مستحکم ہے کہ دنیا کی کوئی طاقت اس میں ذرا بھر کمی نہیں کر سکتی اس میں مسلمانوں کیلئے یہ سبق مضمر ہے کہ وہ اللہ کی راہ میں اپنا سب کچھ قربان کر دینے کو تیار رہیں اور اللہ کے حضور اپنی پیاری سے پیاری چیز کی قربانی دینے سے بھی دریغ نہ کریں۔ خود قرآن کہتا ہے: ﴿لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ﴾ ''(یادرکھو) تم نیکی کا درجہ کبھی حاصل نہیں کر سکتے جب تک تم میں یہ بات پیدا نہ ہو جائے (مال و دولت میں سے) جو کچھ محبوب رکھتے ہوا سے (راہِ حق میں) خرچ کرو۔''

انسان کے نزدیک جو چیز سب سے پسندیدہ، سب سے زیادہ پیاری اور سب سے زیادہ محبوب ہو وہی اللہ کی راہ میں خرچ کی جائے تو حصول خیر کی کچھ اُمید پیدا ہو سکتی ہے اگر بہترین اور عمدہ چیزوں کو چھپا کر رکھا جائے اور ناپسندیدہ مال کو اللہ کی راہ میں دیا جائے تو اُس سے کبھی وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا جو انسان کو مطلوب ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب اپنا اکلوتا بیٹا تھا وہ انہوں نے اللہ کی راہ میں پیش کر دیا اور اُس کے اشارے سے اُس کی گردن پر چھری رکھ دی لیکن اللہ نے بھی ان کو پورا پورا بدلہ دیا اور ان کو تمام دنیا کی امامت و پیشوائی کیلئے منتخب کیا۔ حضرت ابراہیمؑ اللہ کے اولوالعزم اور نہایت بلند حوصلہ پیغمبر تھے ان کو اللہ نے ایک عظیم الشان مشن پر بھیجا تھا اور ایسے امور کی انجام دہی کیلئے معمور کیا تھا جن کو ایک معمولی آدمی ہرگز انجام نہیں دے سکتا۔

جن لوگوں کی طرف ان کو مبعوث کیا گیا تھا وہ انتہائی شان و شوکت کے لوگ تھے ان کی سلطنت کے دائرے بہت وسیع تھے اُن کی طاقت وقوت کا پھیلاؤ حیرت انگیز صورت اختیار کر گیا تھا، اور ان کے رعب و دبدبہ کا یہ عالم تھا کہ کسی کو ان کے آگے دم مارنے کی جرأت نہ تھی۔ کوئی بڑی سے بڑی مملکت بھی ان کے سامنے آنکھ اُٹھانے کی سکت نہ رکھتی تھی۔ اگر اُن کے سامنے کسی کو زبان کھولنے کی جرأت ہوئی تو وہ حضرت ابراہیمؑ تھے۔ انہوں نے

نہایت دلیری اور صفائی سے اپنے باپ، اپنے خاندان اور اپنی قوم سے مخاطب ہو کر کہا ﴿مَاهٰذِهِ التَّمَاثِيْلُ الَّتِيْ اَنْتُمْ لَهَا عَاكِفُوْنَ﴾ ''یہ پتھر کی مورتیاں جن کی پرستش پر تم جمے بیٹھے ہو کیا ہیں''؟ یعنی یہ بالکل فضول اور عبث حرکت ہے جو تم کر رہے ہو یہ تمہارے لئے کوئی فائدے کی بات نہیں بلکہ اس میں بے شمار مضرتیں پوشیدہ ہیں۔ برائی کا پلندہ ہے اسی سے باز آ جاؤ تمہارے معبود، پتھر کی یہ زبان اور بے حس وحرکت مورتیاں نہیں بلکہ اللہ کی ذات وحدہٗ لاشریک لہٗ ہی لائق سجدہ و پرستش ہے۔ ﴿قَالَ بَلْ رَّبُّكُمْ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الَّذِيْ فَطَرَهُنَّ وَاَنَا عَلٰى ذٰلِكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ ''اصل بات یہ ہے کہ جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا وہی تمہارا پروردگار ہے اور میرا یہ کام ہے کہ میں اپنی بصیرت اور یقین سے اُس حقیقت کی شہادت دیتا ہوں۔''

پھر یہی نہیں کہ حضرت ابراہیمؑ نے ایک بات کہی اور یہ خیال کر کے خاموش ہو رہے کہ دعوت حق کا فریضہ انجام دے دیا ہے انہوں نے عملی اقدام بھی کیا اور جب مناسب موقع پایا اُن کے بت کدے اور صنم خانے میں گھس کر اُن مورتیوں کو جنہیں وہ ''الٰہ'' ٹھہرائے بیٹھے تھے پاش پاش کر دیا جسے قرآن نے ﴿فَجَعَلَهُمْ جُذَاذًا﴾ یعنی بتوں کو توڑ پھوڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، کے الفاظ سے ذکر کیا۔ حضرت ابراہیمؑ کو اُس حوصلہ و جرأت مندی کی سخت قیمت ادا کرنی پڑی۔ اُس دوران بتوں کو توڑ دینا اور معبودوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا کوئی معمولی جرم نہ تھا۔ حضرت ابراہیمؑ کی قوم کے نزدیک ایسا شخص بڑا ہی لائق سزا و عقوبت تھا۔ چنانچہ جب اُن کی قوم کو قرائن وشواہد سے یہ معلوم ہوا کہ یہ کام حضرت ابراہیمؑ کا ہے تو انہوں نے آپ کو پکڑ لیا مگر اس سے حضرت ابراہیمؑ کا جوش ایمانی مرعوب نہیں ہوا اور اُن کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آئی۔ بر سر دربار نہایت دھڑلے سے بادشاہ اور اُس کے درباریوں سے کہا: ﴿اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَالَا يَنْفَعُكُمْ شَيْئًا وَّلَا يَضُرُّكُمْ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾ ''یہ کیا بدبختی ہے تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو خود ہی مجبور محض ہیں، نہ کسی کو نفع پہنچائیں اور نہ نقصان، افسوس ہے تم پر اور تمہاری ان چیزوں پر جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو۔ تمہیں کیا ہو گیا ہے ایسی ظاہر اور کھلی بات تمہاری سمجھ میں نہیں آتی......''؟

حضرت ابراہیمؑ کو اس دعوت و تبلیغِ حق کی پاداش میں شدید ترین سزا کا مستوجب گردانا گیا۔ اس وقت کے بادشاہ نمرود اور اُس کے وزراء اور درباریوں نے متفقہ فیصلہ کیا کہ اس شخص نے بہت بڑے جرم کا ارتکاب کیا ہے اسے اس جرم کی پاداش میں زندہ آگ میں جلا دیا جائے۔ قرآن مجید نے ان کے اس فیصلے کو ان الفاظ میں بیان کیا ہے: ﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ﴾ ''اس بے باک شخص کو آگ میں ڈال کر جلا

دو اس طرح اپنے معبودوں کی حمایت کرو۔" لیکن اللہ تعالیٰ نے اس سخت ابتلا و آزمائش کے مواقع پر اپنے اس بندے کی مدد کی اور آگ کو حکم دیا ﴿قُلْنَا یَا نَارُ کُوْنِیْ بَرْداً وَّسَلامًا عَلٰی اِبْرٰھِیْمَ﴾ "اے آگ! ہمارے فرمانبردار بندے ابراہیمؑ کیلئے ٹھنڈی ہو جا اور اسے امن و سلامتی پہنچا۔" یہ محض ایک قصہ نہیں ہے اس میں بے شمار حقیقتیں اور بصیرتیں پوشیدہ ہیں اگر غور و فکر سے کام لیا جائے تو قرآن حکیم نے اس میں معلومات و معارف کا ایک دریا بند کر دیا ہے۔ اس میں دعوت و اصلاح کو ایسے انداز میں بیان کیا گیا ہے کہ انسان متحیر رہ جاتا ہے۔ ساری دنیا میں شرک کی گھٹائیں چھائی ہوئی ہیں۔ تمرد و سرکشی پورے عالم پر محیط ہے، انکار و نافرمانی کی تاریک چادر تمام جہان پر تنی ہوئی ہے، اور کلمہ حق زبان سے نکالنا اپنے آپ کو گوناگوں مصائب و مشکلات کے حوالے کر دینے کے مترادف ہے مگر حضرت ابراہیمؑ ہر قسم کی تکلیف سے بے پرواہ ہیں۔ اور اپنے وقت کی عظیم ترین اور ظالم ترین طاقت کے سامنے پوری بہادری اور شجاعت کے ساتھ کلمہ حق بلند کر رہے ہیں۔ ان کو کسی کا خوف دامن گیر نہیں، اور کوئی طاقت ان کو اپنی جگہ سے ہٹانے والی نہیں اور جو اللہ نے حکم دیا اور جس مقصد کیلئے انہیں بھیجا ہے اس کو برابر پورا کر رہے ہیں۔ ہر انسانی طاقت ان کے سامنے ہیچ ہے۔ وہ کسی کو پرکاہ کی حیثیت دینے میں بھی تیار نہیں۔

اندازہ کیجئے انہیں توحید و صداقت کی دعوت و اشاعت میں کتنی سخت زحمتیں برداشت کرنا پڑیں۔ پورا ملک دشمن، ساری قوم تشنہ خون، قوم کا ایک ایک رکن جان لیوا......لیکن وہ اپنی دعوت پر قائم اور اپنے مقام پر ڈٹے ہوئے ہیں کوئی ان کو ہلاک نہیں کر سکتا۔ ان کی یہی ہمت اور جرأت و شجاعت ہے کہ جس کی وجہ سے ان کے سر پر پوری دنیا کی سربراہی و امامت اور قیادت و پیشوائی کا تاج رکھا گیا......فرمایا: ﴿وَاِذِابْتَلٰی اِبْرٰھِیْمَ رَبُّهٗ بِکَلِمٰتٍ فَاَتَمَّھُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا﴾ [البقرۃ:۱۲۴] "اور (پھر غور کرو وہ واقعہ) جب حضرت ابراہیمؑ کو اُس کے پروردگار نے چند باتوں میں آزمایا تھا اور وہ اُن میں پورا اُترا تھا جب ایسا ہوا تو اللہ نے فرمایا: اے ابراہیمؑ! میں تجھے انسانوں کیلئے امام بنانے والا ہوں (یعنی دنیا کی آنے والی قومیں تیری دعوت قبول کریں گی اور تیرے نقش قدم پر چلیں گی۔)

حضرت ابراہیمؑ کی یادگار جو آج ہم منا رہے ہیں اُن کی انہی قربانیوں کی بنا پر ہمیشہ کیلئے قائم کر دی گئی ہے اور تمام دنیا کے مسلمان اُن کے اس اُسوہ حسنہ پر عمل پیرا ہیں اور رہیں گے۔ ﴿قَدْ کَانَ لَکُمْ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ فِیْ اِبْرٰھِیْمَ وَالَّذِیْنَ مَعَهٗ﴾ "(مسلمانو!) ابراہیم اور جو لوگ ان کے ساتھ تھے (یعنی اُس وقت کے مسلمان) پیروی کرنے کو تمہارے لئے اِن کا ایک اچھا نمونہ ہو گزرا ہے۔" اس یادگار کے ساتھ مسلمانوں کی ایسی وابستگی ہے جو کبھی ختم نہیں ہوگی اور یہ ایسا جذبہ اور داعیہ ہے جس میں کسی دور میں کسی نوع کی کمی نہیں آئے گی۔ اسی تعلق و وابستگی کا اظہار ہم اللہ کی بارگاہ میں جانوروں کی قربانی دے کر کرتے ہیں۔